انفرادی زندگی کے لیے نمونہ عمل

تعارف:

رسول اللہ کا فرستادہ ہوتا ہے۔ وہ انسانوں کے درمیان رہتا ہے۔ بھرپور سماجی اور اجتماعی زندگی گزارتا ہے۔ صالح انسانی سرگرمیوں میں حصہ لیتا ہے۔ انسانوں کے دکھ درد میں شریک ہوتا ہے ان کی مشکلات کو حل کرتا ہے ان کا غمخوار ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ اللہ کے آخری رسول ہیں۔ آپ پر اللہ نے قرآن مجید نازل فرمایا۔ اللہ نے تمام آسمانی کتابیں کسی انبیاء پر نازل فرمائی جس سے معلوم ہوتا کہ کسی بھی آسمانی کتاب کو سمجھنے کے لیے کسی انسان کا ہونا ضروری ہے۔ آپ اللہ کے آخری رسول ہیں۔ انسانوں کی رہنمائی کے لیے آپ نے ان گنت امور سرانجام دیے۔ آپ کی اس حیثیت کو قرآن مجید میں یوں بیان کیا گیا ہے:

ترجمہ: "یہ اللہ کی بڑی رحمت ہے کہ تم ان کے لیے نرم ہو، اگر آپ تند خو اور سخت دل ہوتے تو یہ لوگ آپ کے پاس سے بھاگ جاتے۔" (آل عمران)

آپ انسانی خدمت گاروں کے لیے، ماحول کی صفائی کرنے والوں کے لیے، شہری منصوبہ بندی اور شہری امن قائم کرنے والوں کے لیے، غرض ایک باپ، مبلغ، معلم، سفارت کار، زاہد اور شوہر کے لیے یکساں نمونہ عمل ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ آپ کی سیرت کے ہر پہلو کا نہ صرف مطالعہ کیا جائے بلکہ اسے انفرادی، معاشرتی اور حکومتی سطح پر نافذ کرنے کی پوری کوشش کی جائے۔

انسانی خدمت گاروں کے لیے اسوۂ رسول:

حضور ﷺ کی زندگی ہر فرد کے لیے کامل نمونہ ہے: رسول ﷺ منصب نبوت پر فائز ہونے سے پہلے بھی انسانوں سے محبت اور ان کی خدمت کے لیے مشہور تھے۔ فرشتہ سے پہلی ملاقات اور پہلی وحی کے نزول کے بعد آپ سردی سے کانپتے ہوئے اپنی زوجہ مطہرہ حضرت خدیجہؓ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا "مجھے چادر اڑھاؤ، مجھے اپنی جان کا خطرہ محسوس ہوتا ہے۔" پھر آپ نے پورا ماجرہ سنایا۔ یہ سن کر خدیجہؓ نے آپ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا:

ترجمہ: "ہرگز نہیں، اللہ کی قسم! اللہ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا
کیوں کہ آپ رشتہ داروں کے ساتھ حسنِ سلوک کرتے
ہیں۔ لوگوں کے بوجھ اٹھاتے ہیں، ناداروں اور محتاجوں
کی مدد کرتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں اور مصیبت کے دنوں
میں متاثرہ لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔"

یعنی آپ ﷺ انسانوں کی بے لوث خدمت کرتے
ہیں یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اللہ آپ کو رسوا نہیں کرے گا
بلکہ ان کی سعادت کے لیے آپ ﷺ کی حفاظت فرمائے گا۔

اعلانِ نبوت کے بعد رسول ﷺ پر دوہری ذمہ داری
عائد ہوئی۔ ایک طرف انسانوں کی خدمت کی اور دوسری طرف
ان کی ہدایات اور نجات کی ذمہ داری کو ادا کیا۔ رسول ﷺ صرف
انسانوں کی روحانی مشکلات ہی حل کرنے کے لیے تشریف نہ لائے
اور نہ صرف اخلاقی برائیوں کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا بلکہ آپ ﷺ
نے انسانوں کی سماجی اور معاشی مشکلات کو بھی دور کرنے کی
بھرپور کوشش کی۔ رسول ﷺ ہر معاشرے کے فرد کی اصلاح کرتے اور کامیابی
کی راہ دکھائی۔

آپ ﷺ نے انسانوں کی خدمت کو اللہ کی محبت سے تعبیر کیا،
مخلوق کی خدمت کو اللہ تک پہنچنے کا راستہ قرار دیا، اور جہنم
سے آزادی اور جنت کے حصول کا ذریعہ بتایا۔ مسلمانوں
کی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں یہ تعلیم اہم ہے اگر انسانوں
کی خدمت نہ کی جائے تو اللہ کی خوشنودی حاصل نہیں ہو
سکتی۔ قرآن پاک نے وضاحت کی:

ترجمہ "اس نے دشوار گزار گھاٹی پار نہ کی، تمھیں کیا معلوم
وہ کیا ہے؟ وہ دشوار گزار گھاٹی، کسی گردن کو غلامی
سے چھڑانا، یا فاقے کے دن کسی رشتہ دار یتیم یا خاک نشین
مسکین کو کھانا کھلانا، پھر ان لوگوں میں شامل ہونا
جو ایمان لائے اور جنھوں نے ایک دوسرے کو صبر اور
انسانوں پر رحم کرنے کی تلقین کی۔" (البلد)

صادق اور امین:

آپؐ ابتدائے عمر سے ہی دو القاب سے پکارے جاتے تھے، صادق اور امین۔ حضرت خدیجہ رضؓ نے معاوضے پر تجارت کے لیے آپؐ کی خدمات حاصل کی تھیں۔ اپنے ملازم سے حضورؐ کی امانت داری کی باتیں سنیں تو بے حد متاثر ہوئیں اور نکاح کی خواہش کا اظہار فرمایا۔

مکہ کے لوگ آپؐ کے پاس امانتیں رکھا کرتے تھے۔ حضورؐ کی دعوت اسلام کی شدت سے مزاحمت کر رہے تھے لیکن امانتیں پھر بھی حضورؐ کے پاس رکھتی تھیں۔ چنانچہ جس رات حضورؐ نے مکہ سے مدینہ ہجرت فرمائی اس وقت بھی لوگوں کی امانتیں آپؐ کے پاس موجود تھیں، جن کو لوٹانے کے لیے آپؐ حضرت علی رضؓ کو پیچھے چھوڑ گئے تھے اور حضرت علی رضؓ نے وہ امانتیں واپس کرنے کے بعد مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تھی۔

ماحول کی صفائی اور اسوۂ رسول:

آج سے چودہ سو برس پہلے جب نہ گاڑیاں دھواں میں آ رہی تھیں، نہ جنگلات فنا ہو رہے تھے اور نہ دریاؤں میں گند بلا گرایا جاتا تھا اور نہ آج کی طرح ماحول میں آلودگی رچ بسی تھی۔ اُس وقت حضرت محمدؐ نے ماحول کو کثافت سے پاک رکھنے اور فضا کو آلودگی سے محفوظ رکھنے کی تعلیم و تلقین فرمائی۔ یہ کائنات انسانوں کے لیے خالق حقیقی کی صناعی کا خوبصورت تحفہ ہے اور اس کی تمام جاندار اور بے جان چیزیں انسانوں کے لیے حسین سرسبزی نعمت ہیں۔ اسی لیے اس کائنات کی خوبصورتی اور تازگی کی حفاظت رسولؐ نے تعلیم دی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:
ترجمہ: اللہ تم پر تنگی کرنا نہیں چاہتا، لیکن وہ چاہتا ہے کہ تم کو پاک صاف کرے اور تم پر اپنی نعمت تمام کرے تاکہ تم شکر گزار بنو۔ (المائدہ)

اس لیے ضروری ہے کہ ہر فرد اسوۂ رسولؐ سے رہنمائی لیتے ہوئے معاشرے کو صاف رکھنے کی کوشش کرے تاکہ انسان خود بھی ماحول کی پاکیزگی سے لطف اندوز ہو سکے اور دوسرے جانداروں کو بھی راحت پہنچا سکے اور رب کریم کا شکر ادا کرے۔

ایک شہری کے لیے اسوۂ رسول:

حضورؐ ایک حاکم، قاضی، امام ہونے کے ساتھ ساتھ ایک شہری ہونے کی حیثیت سے تمام اہل شہر سے مساویانہ سلوک روا رکھتے تھے۔ جب کہ آج کل اگر ہمارے معاشرے میں ایک شخص کو اگر کوئی معمولی عہدہ بھی مل جائے تو وہ عوام الناس کے ساتھ ہتک نہ سمجھتا ہے اور جب تک اسے اپنے رتبے اور شان کے مطابق پروٹوکول نہ ملے تو وہ عام عوام سے بات بھی نہیں کرنا چاہتا۔ مگر حضورؐ کا عمل اس سے بالکل مختلف تھا۔ اگر عدالت کا وقت ہوتا تو آپؐ عدالت کرتے۔ ہدایت کا موقع ہوتا تو وعظ و تلقین فرماتے، جنگ کا موقع ہوتا تو سپہ سالار بن جاتے، نماز کا وقت ہوتا تو امامت فرماتے۔ مگر ان سب مصروفیات کے باوجود جب عام مسلمانوں میں آتے تو ان کی نگہداشت فرماتے۔ ہمسایوں سے ملتے، بچوں اور بیواؤں کی خبرگیری کرتے، بیماروں کی عیادت کے لیے تشریف لے جاتے۔

آپؐ بحیثیت ایک شہری ہونے کے تمام اہلِ شہر سے یکساں تعلقات رکھتے تھے۔ حتیٰ کہ یہود سے بھی آپ کا میل جول رہتا اور اکثر ان سے لین دین بھی ہوتا رہتا۔

آپؐ نے ایک مرتبہ ایک یہودی سے قرض لیا۔ اس نے میعاد مقررہ سے قبل ہی ادائیگی کا مطالبہ شروع کر دیا۔ ایک دن تو اس کا مطالبہ حد سے بڑھ گیا۔ اس نے آپؐ کی چادر کو پکڑ کر سخت سست کہنا شروع کر دیا۔ حضورؐ نے فرمایا کہ ابھی میعاد مقررہ میں تین دن باقی ہیں! اتنی دیر میں حضرت عمرؓ تشریف لے آئے انھوں نے جو یہ دیکھا تو یہودی پر ہاتھ اٹھایا۔ حضورؐ نے عمرؓ کو روکا اور فرمایا "عمر! تمھارا یہ حق نہ تھا کہ اسے مارتے۔ ہاں البتہ کہتے تھے کہ ابھی میعاد تک اس کا مطالبہ صحیح نہیں ہے اور مجھ سے یہ کہتے کہ آپ جہاں تک ہو سکے جلد ادائیگی قرض کی فکر کریں۔" یہودی نے جب آپؐ کی یہ نرمی اور خلق دیکھا تو اسی وقت دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا۔ اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ کے تعلقات اہلِ شہر سے کیسے تھے۔

ایک شوہر کے لیے اسوۂ رسول:

حضورؐ اپنی مصروفیات اور بھاری ذمہ داریوں کے باوجود روزانہ نمازِ عصر کے بعد ہر ایک بیوی کے پاس تشریف لے جاتے ان کی ضروریات معلوم فرماتے۔ حضورؐ ہر ایک بیوی کے ساتھ عدل و انصاف اور مساویانہ سلوک سے پیش آتے تھے۔ حضورؐ کی یہ عادت تھی کہ جب گھر میں داخل ہوتے تو خود السلام علیکم فرمایا کرتے۔ رات کے وقت سلام ایسی آہستگی سے فرماتے کہ اگر بیوی جاگتی ہو تو وہ سن لے اور سو گئی ہو تو جاگ نہ پڑے اور آپؐ کا یہ پیار انداز سب کے لیے تھا۔ آپؐ گھر کے کام کاج میں بھی مدد کرتے۔ ان کے دکھ میں برابر کے شریک رہتے اور ان کی خوشی کے ساتھ اپنی خوشی کا اظہار فرماتے۔

اس کے ساتھ ساتھ آپؐ نے اپنی بیویوں کے فرائض میں یہ چیز شامل کی کہ وہ دوسری عورتوں کو دین کی تبلیغ کریں احکامِ الٰہی سکھائیں، عورتوں کے معروضات آپ تک پہنچائیں پھر ان کے جواب انھیں سمجھائیں۔

حضرت انس رض فرماتے ہیں کہ غزوہ احد میں حضرت عائشہ رض اور ام سلمہ رض کو دیکھا کہ کندھوں پر مشکیں اٹھائے زخمیوں کے منہ میں پانی ڈالتی اور جب پانی ختم ہو جاتا تھا پھر مشک بھر کے لاتی تھیں اور زخمیوں کے منہ میں پانی ٹپکاتی جاتی تھیں۔

ایک باپ کے لیے اسوۂ رسول:

حضورؐ پیدائش ہی سے اولاد کی اصلاح کے لیے کوشاں ہو جاتے۔ اس زمانے میں آج کی طرح نہ ہی سکول اور مدرسے تھے اور نہ ہی بچوں کو پڑھانے کے لیے کتابیں ہوتی تھیں۔ حضورؐ باتوں ہی باتوں میں توحید و رسالت، عقل و دانش اور اخلاق و معیشت کی تعلیم فرما دیا کرتے تھے۔ بچے کی پیدائش کے بعد اس کے کان میں آذان و تکبیر کہلائی جاتی۔ یہی پہلا توحید و رسالت کا سبق ہوتا جو بچے کے دماغ پر منقش کر دیا جاتا۔ اس کے سامنے ایسی باتیں کی جاتیں جن کا اثر اس کے دل پر ہوتا۔ امورِ حسنہ کے متعلق اسے تحریص و ترغیب دلائی جاتی۔ جس کے نتیجے سے بچہ ابتدائی عمر میں ذہین اور کسی حد تک عالم و فاضل ہوتا۔

آپؐ اپنے تمام بچوں سے نہایت نرمی اور شفقت سے پیش آتے۔ حضرت فاطمہ رض جب آپؐ کے ہاں تشریف لاتی تو آپؐ ان کے استقبال کے لیے اٹھ کر آگے بڑھتے، انھیں بوسہ دیتے، انہیں خوش آمدید کہتے اور اپنی جگہ پر بٹھاتے۔ آپؐ کی شفقت کا یہ عالم تھا کہ حضرت زید بن حارثہ رض کو جب ان کے والدین نے اپنے ساتھ جانے کے لیے کہا تو انھوں نے انکار کر دیا اور آپؐ کے پاس رک گئے۔

ایک مبلغ کے لیے اسوۂ رسول:

اللہ تعالیٰ نے رسولؐ کو اپنا رسول اور پیغمبر بنایا تھا اس لیے آپؐ اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، سوتے جاگتے، زندگی کی ہر راہ میں، ہر شعبہ میں مبلغ تھے۔ آپؐ کا ذکر و فکر تبلیغ تھا۔ آپؐ کی عبادت اور ریاضت تبلیغ تھی۔ آپؐ تبلیغ کا پیکر تھے۔ آپؐ مبلغ پیدا ہوئے۔ مبلغ بن کر جیئے اور تبلیغ کی راہ میں نثار ہوئے۔

آپؐ نے اپنی تبلیغی حیثیت کے امتیاز کو خود ہی اس قدر واضح کیا کہ جب حجۃ الوداع کے موقع پر آپؐ نے ایک لاکھ چوالیس ہزار کے مجمع میں آخری تقریر فرمائی تو تقریر کے بعد حاضرین سے پوچھا:

اے حاضرین! اہل قیامت کے دن تم سے میرے متعلق سوال کیا جائے گا تو کیا جواب دو گے؟

اس وقت حاضرین نے آپؐ کی حیثیت کو واضح کیا۔ حدیث شریف کے الفاظ ہے یہ سب نے بہ یک آواز کہا:

حضورؐ! ہم شہادت دیتے ہیں کہ آپؐ نے حق تبلیغ خوب ادا فرمایا اور اپنا فرض ادا کر دیا۔"

اس پر حضورؐ نے اپنی انگشت شہادت آسمان کی طرف اٹھائی اور فرمایا:

"اے اللہ! سن لے۔ اے اللہ! گواہ رہ۔ اے اللہ! دیکھ لے۔"

ایک زاہد کے لیے اسوۂ رسول:

آپؐ کی قناعت و تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ گھر میں فراخی ہو یا تنگ دستی، کیفیت یکساں ہی رہتی تھی اور آپؐ کے ذہن میں کسی بھی حالت میں فرق نہ آتا تھا۔

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریمؐ نے کبھی شکم سیر ہو کر کھانا نہیں کھایا اور کبھی کسی سے فاقہ کا شکوہ بھی نہیں کیا۔

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ کئی دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ متواتر مہینہ مہینہ بھی ہمارے چولہے میں آگ ~~ہیں~~ روشن نہ ہوتی تھی۔ پوچھا گیا پھر آپ کا گزارا کس طرح ہوتا تھا۔ فرمایا "وہ سارا کنبہ کھجور پر گزارا کر لیتا تھا۔"

عالمگیر انسانی برادری اور اسوۂ رسول:

یوں تو تمام انبیاء اپنے وقت میں اپنی قوم کے لیے نمونہ ہوتے ہیں مگر آپؐ کی رسالت عالمگیر رسالت ہے اور آپؐ کی اتباع قوم کے لیے لازم ہے، اس لیے ہر لحاظ سے آپؐ کو کامل بنا یا گیا اور آپؐ کے اسوہ کو ہر پہلو سے قابل تقلید قرار دیا گیا۔ اور آپؐ زندگی کے ہر پہلو میں ایک فرد کے لیے نمونہ کامل ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"فی الحقیقت تمہارے لیے رسول اللہؐ (کی ذات) میں نہایت ہی حسین نمونہ (حیات) ہے۔"
(الاحزاب)

خلاصہ بحث:

حقیقت یہ ہے کہ رسولؐ کی جامع شخصیت کے سوا دنیا کا کوئی آخری اور عالمگیر رہنما نہیں ہو سکتا۔ اس لیے اعلان فرمایا "اگر تم کو خدا کی محبت کا دعویٰ ہے تو میری پیروی کرو۔ اللہ تم سے محبت کرے گا۔"

اگر تم بادشاہ ہو تو میری پیروی کرو، اگر تم رعایا ہو تو میری پیروی کرو، اگر تم سپہ سالار ہو تو میری پیروی کرو، اگر تم استاد اور معلم ہو تو میری پیروی کرو، اگر دولت مند ہو تو میری پیروی کرو، اگر غریب ہو تو میری پیروی کرو، اگر مظلوم ہو تو میری پیروی کرو، اگر تم خدا تعالیٰ کے عابد ہو تو میری پیروی کرو، اگر قوم کے خادم ہو تو میری پیروی کرو۔ غرض جس نیکی راہ پر بھی ہو اور اس کے لیے بلند سے بلند اور عمدہ سے عمدہ نمونہ چاہتے ہو تو میری پیروی کرو۔